بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر (انچارج شعبہ تصنیف)

مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 23 شمارہ نمبر 02 - ماہ تبلیغ 1397 ہجری شمسی بمطابق فروری 2018ء

قرآن کریم

اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُہُمۡ وَاِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُہٗ زَادَتۡہُمۡ اِیۡمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ. الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ. (الانفال:4-3)

ترجمہ: مومن صرف وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اس کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو ایمان میں بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کرتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور اس میں سے جو ہم نے ان کو عطا کیا وہ خرچ کرتے ہیں۔ (ترجمہ از۔حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیثِ مبارکہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ: میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا۔کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔"وقت پر نماز پڑھنا"۔ میں نے عرض کی کہ اس کے بعد کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔"ماں باپ سے نیک سلوک کرنا"۔ پھر میں نے عرض کی کہ اس کے بعد کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔"اللہ کے راستے میں جہاد کرنا"۔

(بخاری کتاب الجهاد باب فضل الجهاد والسیر)

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"نماز سے بڑھ کوئی اَور کوئی وظیفہ نہیں ہے کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے۔استغفار ہے اور درود شریف ہے۔تمام وظائف اور اَوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم و ہم دور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لیے فرمایا ہے اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔اطمینان و سکینت قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اَور کوئی ذریعہ نہیں۔لوگوں نے قسم قسم کے ورد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور ایک نئی شریعت آنحضرت ﷺ کی شریعت کے مقابلہ میں بنا دی ہوئی ہے۔مجھ پر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے خود شریعت بنائی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ان وظائف اور اَوراد میں دنیا کو ایسا ڈالا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں۔بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ اپنے معمول اور اَوراد میں ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ نمازوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔۔۔میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہیئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لیے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔نماز یادِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔اس لئے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ(طٰہٰ.15)"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 311-310۔ایڈیشن 2010 انڈیا)

مشعل راہ۔ حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سورۃ الانفال کی آیات 4-3 کے حوالے سے ذکر فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ جب بھی خدا تعالیٰ کے حوالے سے ان کے سامنے کوئی بات رکھی جائے، کوئی نصیحت کی جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔اس نصیحت کا ان پر اثر ہوتا ہے اور یہ نصیحت ان کے ایمان میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔۔۔جب حقیقی مومن کو اس خدا کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو یہ بات اسے ایمان میں بڑھاتی ہے اور ظاہر ہے جب ایمان میں بڑھے گا، جب احساس پیدا ہوگا کہ او ہو! ہم دنیاوی مصروفیات اور خود ساختہ مجبوریوں کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی بجائے دنیاوی سہاروں پر توکل کرنے لگ گئے تھے تو پھر وہ اپنے حقیقی اور اصل سہارے کی طرف لوٹے گا اور تمام تر توکل اس واحد و یگانہ پر ہوگا جو رب ہے، رحمٰن ہے، رحیم ہے، اپنے بندوں کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ان کی دعاؤں کو سنتا ہے، مالک یوم الدین ہے، اپنے بندوں کے نیک اعمال کی جزا دیتا ہے، اپنی راہ میں کئے گئے ہر فعل اور ہر عمل کا بہترین بدلہ دیتا ہے۔یہی ایک مومن کی نشانی ہوتی ہے۔

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں، ان میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ایمان میں بڑھنے والوں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والوں کی دو بڑی واضح نشانیاں ہیں۔ایک تو نماز قائم کرتے ہیں، دوسرے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔گویا یہ دو بنیادی چیزیں ہیں جو مومن کے ایمان اور توکل علی اللہ کو بڑھاتی ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 04 مئی 2007 تا 10 مئی 2007۔صفحہ 6.5)

تاریخ احمدیت جرمنی سے ایک ورق

قسط ششم

جرمنی میں قلمی جہاد کا آغاز

جماعت کے موافق ومخالف شائع کئے جانے والے ابتدائی لٹریچر کا مختصر تذکرہ

نوٹ: جماعت جرمنی میں قائم تدوین تاریخ احمدیت کمیٹی تاریخ احمدیت جرمنی مرتب کررہی ہے۔اس سلسلہ میں ایک اَور ورق قارئین کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ پیش ہے کہ اگر کسی دوست کے علم میں اس بارہ میں مزید معلومات ہوں یا کوئی امر تصحیح طلب ہو تو کمیٹی کو مطلع فرمائیں، قارئین کی آراء ہمارے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہوں گی اور کمیٹی اس کے لئے ممنون بھی ہوگی۔اس مضمون کے لئے بنیادی مواد مکرم محمد لقمان مجوکہ صاحب سیکرٹری کمیٹی نے مہیا کیا جسے مرتب کرنے کے بعد ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔(صدر کمیٹی)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی قائم کردہ جماعت کا ذکر جرمنی میں شائع ہونے والی کتب میں حضور علیہ السلام کی زندگی میں ہی چھپنے لگا تھا۔اس ضمن میں اس سے قبل 1907ء میں جرمنی کے شہر Jena سے شائع ہونے والی کتاب Die Weltreligionen کا ذکر اس سلسلہ مضامین کی پہلی قسط میں ہو چکا ہے۔اب ایک اَور کتاب Die Kultur der Gegenwart ملی ہے جو اکتوبر 1906ء میں جرمنی کے مشہور مشرقی شہر لائپ سگ Leipzig سے شائع ہوئی تھی۔اس کتاب کے ایک حصہ مذاہب شرقیہ Die Orientalischen Religionen میں مشہور مستشرق Ignaz Goldziher (1850-1921) کا ایک مضمون بھی شامل ہے جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کا ایک نئی اسلامی تحریک کے طور پر تفصیلی ذکر کیا ہے۔ Ignaz Goldziher کا شمار دنیا کے مشہور ترین مستشرقین میں سے ہوتا ہے۔ ان کا تعلق اصل میں ہنگری کے ایک یہودی گھرانے سے تھا لیکن عموماً جرمن زبان میں مضامین وکتب لکھتے تھے۔

DIE ORIENTALISCHEN RELIGIONEN

VON

EDV. LEHMANN · A. ERMAN · C. BEZOLD
H. OLDENBERG · I. GOLDZIHER · A. GRÜNWEDEL
J. J. M. DE GROOT · K. FLORENZ · H. HAAS

1906
BERLIN UND LEIPZIG
DRUCK UND VERLAG VON B. G. TEUBNER

مذکورہ بالا کتاب کا علم اخبار بدر قادیان کے شمارہ 23 جلد نمبر 6 مطبوعہ 6 جون 1907ء میں شائع شدہ ایک رپورٹ سے ہوا۔یہ ذکر مذکورہ اخبار کے صفحہ نمبر 2 پر اخبار کے مستقل کالم بعنوان ''تحقیق الادیان وتبلیغ الاسلام، ڈاک ولایت'' کے تحت محترم محمد الدین از علی گڈھ کے ایک مکتوب کی صورت میں شائع ہوا۔قارئین کی دلچسپی کے لئے **مذکورہ مکتوب یہاں نقل بمطابق اصل پیش ہے:**

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی مخدومی جناب مفتی صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مفصلہ ذیل سطور ارسال ہین اگر مناسب سمجھین تو اپنے اخبار مین جگہ دے کر مشکور کرین۔ یہ اس جرمن کتاب کا ترجمہ ہے جس کا حوالہ پہلے اشو مین نکل چکا ہے۔ اس کتاب کا نام ہے۔ The Oriental Religions یعنے مذاہب اقصائے شرقیہ۔ یہ کتاب ۱۹۰۶ء مین شائع ہوئی ہے۔ اصل مین یہ ایک بڑی کتاب کا خلاصہ ہے۔ جس کا نام Civilization of our times (تمدن زمانہ حال) جس کے مصنف[1] Paul Hunneberg ہین۔ یہ ایک بڑے جرمن عالم ہین اور یورپ مین بوجہ اپنی لیاقت کے بہت مشہور ہین۔ جس آرٹیکل کا مین ترجمہ ارسال کرتا ہون اس کے لکھنے والے Iganz Goldziher ایک بڑے عالم ہین اور علوم شرقیہ خاص کر کے عربی کے بہت بڑے ماہر ہین۔ قریباً ہر ایک قسم کی کتاب وہ بہم پہونچا کر پڑھتے ہین۔ پیشتر اس کے کہ مین اصل ترجمہ لکھون مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ ڈاکٹر هارووٹز صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کروں کہ جنہون نے اپنا بہت سا قیمتی وقت صرف کر کے اور مجھہ پر کمال مہربانی فرما کر مجھے اس جرمن حصہ کا انگریزی مین ترجمہ کردیا۔ جس کا مین اردو ترجمہ ارسال کرتا ہون۔ اُمید ہے آپ ضرور درج اخبار فرماوین گے۔

محمد الدین از علی گڈھ۔

''ابھی تک مسلمانون کے نئے فرقہ احمدیہ کی کامیابی کی نسبت کچھ نہین کہا جا سکتا۔ اس کے پیغمبر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (علیہ الصلوۃ والسلام) ہین۔ جن کی عمر قریباً اب پچاس برس کے قریب ہوگی۔ وہ اپنے اس دعوے کے ساتھ ایک نئی تحقیقات کو شامل کرتے ہین جس کی رو سے وہ یہ ثابت کرتے ہین کہ سری نگر محلہ خان یار مین جو ایک ولی کی قبر ہے وہ دراصل حضرت مسیح علیہ السلام کی ہے۔ جو ظالمون کے ہاتھون سے بچ کر مشرق کو بھاگ گئے تھے اور وہین انہون نے وفات پائی تھی۔ احمد کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ اس ساتوین ہزار کے لئے مسیح ہے اور یسوع مسیح کی خو بو مین آیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اس کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ وہ مسلمانون کا وہی مہدی موعود ہے جس کی وہ برسون سے انتظار کررہے ہین۔ ان کے مشن کے متعلق ایک تعلیمی درسگاہ ہے اس نئے مہدی اور مسیح کے مریدون کی تعداد ستر ہزار تک پہونچ گئی ہے۔ اس کا مشن () ہے (اس لفظ کا ٹھیک مترادف مجھے نہین آتا۔ آپ جو مناسب سمجھین کہہ لین۔ اس کے معنے ہین کہ متضاد اور بظاہر بالکل مخالف باتون کے ملانے والا) جس کی بنیاد اور بائبل قرآن اور حدیث ہے۔

انہون نے کئی ایک عربی تصنیفات مین اپنی نسبت پیش گوئی پھر کئی ایک مذہبی نبوتون پر بحث کی ہے۔ جس کی تصدیق وہ اپنے نشانات اور معجزات سے کرتے ہین۔ غیر مشرقی دنیا پر مرزا غلام احمد صاحب اپنا اثر ڈالنے کے لئے بہت کوشش کر رہے ہین جس کے لئے انہون نے ایک ماہوار انگریزی میگزین جاری کیا ہے۔ منہ''

محمد دین۔ علی گڑھ

Schlußbetrachtung. 131

Ahmedijjah. Wenig kann über den Erfolg der neuesten mohammedanischen Sektenbildung in Indien, der Ahmedijjah-Sekte im Pendschâb, gesagt werden. Ihr gegenwärtig im Alter von ungefähr 50 Jahren stehender Prophet Mirza Ghulâm Ahmed aus Kâdhiân (Pendschâb) hat sie in Zusammenhang gesetzt mit seiner Entdeckung, wonach ein altes Heiligengrab in der Khân-Jâr-Straße in Gringar (bei Kaschmir) das authentische Grab Jesu sei, der seinen Verfolgern in Jerusalem entkommen, nach dem Osten gewandert und hier gestorben sei. Sich selbst gibt Ahmed für den „im Geiste und in der Kraft“ Jesu für das siebente Jahrtausend d. W. erschienenen Messias und zugleich als den von den Mohammedanern erwarteten Mahdi aus. Seine Propaganda, mit der auch ein Erziehungswerk in Verbindung steht, und die in ihrer synkretistischen Anlage sich auf Altes und Neues Testament, auf Koran und Hadîth zugleich stützt, soll die Gemeinde des neuesten Messias-Mahdi bisher auf 70 000 Seelen gebracht haben. In einer Anzahl arabischer Schriften hat er selbst die theologischen Beweise seines auch durch Zeichen und Wunder dargelegten Prophetentums für die Mohammedaner erörtert. Die Wirkung auf die nichtorientalische Welt strebt Ahmed durch die Herausgabe einer in englischer Sprache erscheinenden Monatsschrift „Review of Religions“ an.

Einfluß der europäischen Kultur. Schlußbetrachtung. Die enge Berührung mit europäischer Kultur, sowie das Leben unter nichtmohammedanischer Regierung hat im letzten Jahrhundert nicht nur auf die Gestaltung der äußeren Lebensverhältnisse in den Ländern des Islams mächtige Wirkung hervorgerufen. Auch die Schranken des islamischen Gesetzes wurden vielfach durchbrochen und seine strengen Gebote mit den drängenden Forderungen der neuen Verhältnisse ausgeglichen. Denkgläubige Mohammedaner haben das Bedürfnis gefühlt, sich mit der auf sie eindringenden fremden Weltanschauung auseinanderzusetzen, und aus einer zuweilen ganz kritiklosen Apologie des überlieferten Lehrinhaltes des Islams hat sich ein neuer Rationalismus herausgebildet, der zumeist in Indien Schule macht und eine ansehnliche Literatur von Abhandlungen, Büchern und Zeitschriften in englischer und in den einheimischen Sprachen zutage gefördert hat. Sajjid Amir ʿAli und Sir Sajjid Ahmed Khân Bahâdur sind die namhaftesten Vertreter dieser Bestrebung. In historischen und theologischen Werken, deren herrschender Geist und deren leitende Methode immer weitere Kreise erfassen, suchen sie und ihre Jünger die Lebensberechtigung der islamischen Lehren, freilich in der von ihnen dargestellten unhistorisch-rationalistischen Fassung, inmitten der Strömungen der neuen Zeit zu begründen. Diese Tendenz ist auch in einem in der volkstümlichen Urdusprache abgefaßten mehrbändigen Korankommentar des Sajjid Ahmed zur Ausprägung gekommen und wird in einer periodischen Schrift „Muhammedan Social Reformer“, gleichfalls in Urdu, in aktueller Weise verfolgt.

Es ist leicht zu verstehen, daß die Tradition des Islams bei diesem

9*

اس کتاب کا مکمل حوالہ حسب ذیل ہے:

(Golziher, Ignaz: Die Kultur der Gegenwart, Ihre Entwicklung und Ihre Ziele, Teil 1, Abt. III, {Hrsg. Hinneberg, Paul} Okt. 1906, S. 131.)

اور یہ کتاب دراصل Die Orientalischen Religionen کے عنوان سے جرمن زبان میں شائع ہونے والی سلسلہ وار کتب کی ایک کڑی ہے۔

گزشتہ قسطوں میں ذکر کیا جاچکا ہے کہ، مولوی مبارک علی صاحب کی جرمنی آمد کے بعد مسجد کی تعمیر کے لئے جدوجہد کی وجہ سے جماعت کی مخالفت شروع ہوگئی تھی۔ اس سے جہاں مختلف اخبارات میں جماعت کا ذکر ہوا، وہاں مخالفین نے جماعت کے خلاف بعض کتابچے بھی شائع کئے۔ان کتابچوں کا مصنف ڈاکٹر منصور رفعت (Dr. Mansur Rifat) نامی مصری ڈاکٹر تھا، جس کا تعلق مصری حزب الوطنی نامی تنظیم سے تھا اور وہ برلن میں مصریوں کی تنظیم Egyptisch National Radikale Gruppe کے سرکردہ لوگوں میں سے تھا۔اس نے ہی مسجد احمدیہ برلن کے سنگ بنیاد کی تقریب میں شور ڈالنے کی بھی کوشش کی تھی۔منصور رفعت نے جماعت کے خلاف جو کتابچے شائع کئے ان میں سے بعض ہمیں مل سکے ہیں۔ ان میں جماعت پر روایتی الزامات لگائے گئے نیز اُن لوگوں کو تنقید کا سخت نشانہ بنایا گیا جو مسجد احمدیہ کی تقریب سنگ بنیاد میں شامل ہوئے تھے۔ذیل میں ان کتابچوں میں کئے جانے والے اعتراضات کا اختصار کے ساتھ ذکر ہدیہ قارئین ہے۔

1. Die Ahmadia-Sekte Ein Vorkämpfer für den englischen Imperialismus. اس کتابچے کے مصنف ڈاکٹر منصور رفعت نے جماعت کے خلاف مندرجہ ذیل اعتراضات کئے:

- احمدی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں۔
- احمدی جہاد کے خلاف ہیں۔
- غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، نیز یہ کہ تحریک آزادی کے خلاف ہیں۔
- افغانستان کے سفیر کو مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب میں

[1] اصل نام Paul Hinneberg ہے

شمولیت کے سبب سخت تنقید کا نشانہ بنایا۔

۔اخبارات میں مسجد کے سنگ بنیاد سے متعلق خبروں کی تفصیل لکھی گئی ہے۔

2. Vollständiger Zusammenbruch der Ahmadia-Sekte

۔اس کتابچے میں زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ پر اعتراضات کئے گئے ہیں، اسی طرح مصر کے مفتی کے فتویٰ کا ذکر کیا ہے جس میں جماعت کو کافر قرار دیا گیا تھا۔

۔اسی طرح لکھا ہے کہ مبارک علی کی ناکامی کے سبب اب غلام فرید کو مدد کے لئے جرمنی بھیجا گیا ہے۔

۔احمدی انگریز کے ایجنٹ ہیں کا الزام دہرایا گیا۔

3. Die Ahmadia-Agenten, werden sie von deutschen Behörden unetrstützt

اس میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ باوجود بار بار توجہ دلانے کے جرمن حکام جماعت کے خلاف اقدام نہیں اٹھا رہے، یہ اس لئے تو نہیں کہ جرمن حکام احمدیوں کی پشت پناہی کرتے ہیں؟

4. Der Verrat der Ahmadis an Heimat und Religion

اس کتابچہ میں انہی پرانے الزامات کو دہرایا گیا کہ:

۔احمدی انگریز کے ایجنٹ

۔عثمانی خلافت کو نہیں مانتے

۔تحریک آزادی کے خلاف ہیں

۔سفیر افغانستان پر مسجد کی تقریبِ سنگ بنیاد میں شمولیت کی وجہ سے تنقید کی گئی۔

5. Ahmadis Betrayl of Country and Religion

انگریزی زبان میں شائع کئے جانے والے اس کتابچہ میں جماعت احمدیہ پر انگریزوں کا ایجنٹ ہونے کا الزام لگا کر اسلام کے لئے ایک سنگین خطرہ قرار دیا گیا۔

یہ سب کتابچے مندرجہ ذیل پتہ سے شائع کئے گئے:

Morgen- und Abendland-Verlag.
Berlin NW 6, Karlstraße 10.

اس کے جواب میں مولوی مبارک علی صاحب اور ملک غلام فرید صاحب نے مندرجہ ذیل عنوان سے کتابچہ شائع کیا:

Zurückweisung der Anschuldigung, die Anhänger der Ahmadia Bewegung seinen Vorkämpfer des englischen Imperialismus

اس جماعتی کتابچہ کا کوئی نسخہ تو ہمیں نہیں مل سکا تاہم منصور رفعت نے اپنے ایک کتابچہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں ایک چھوٹی سی کتاب مولوی مبارک علی صاحب نے

Ahmadija-Bewegung oder
Reiner Islam

کے عنوان سے 1924ء میں شائع کروائی۔ اس کتاب کے صرف دو نسخے محفوظ ہیں۔ جن میں سے ایک

Deutsche Naiontal Bibliothek Leipzig

میں موجود ہے جبکہ دوسرا نہایت خستہ حالت نسخہ Berlin کی Staatabibliothek میں موجود ہے۔

ان تمام کتابچوں کی فوٹو کاپی حاصل کر کے دفتر تاریخ اور مرکزی لائبریری بیت السبوح فرنکفورٹ میں محفوظ کر لی گئی ہے۔ غرض یہ جماعت احمدیہ جرمنی کی ابتدائی اشاعتی کاوشیں ہیں۔ اس ساری صورت حال سے ہمارے مبلغین نے مرکز میں اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو باقاعدہ باخبر رکھا اور حضورؓ بھی اس پر بروقت کارروائی فرماتے رہے۔ چنانچہ حضورؓ نے فوری طور پر ان الزامات کا جواب تحریر کر کے اس ہدایت کے ساتھ برلن بھجوایا کہ اسے مقامی اخبارات وغیرہ میں شائع کرایا جائے۔ چنانچہ اسی کی تعمیل میں اور اسی مضمون کی روشنی میں مبلغین سلسلہ نے مذکورہ بالا کتابچہ تیار کر کے اس کی اشاعت کا انتظام کیا۔ حضورؓ کا یہ مضمون الفضل قادیان میں بھی شائع ہوا، اس جگہ قارئین کی دلچسپی کے لئے اسے درج کیا جاتا ہے:

کیا احمدیؐ گورنمنٹ برطانیہ کے ایجنٹ ہیں؟
حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی چٹھی
بنام
مولوی مبارک علی صاحب بی اے مقیم برلن

(مرسلہ جناب مولوی رحیم بخش صاحب افسر ڈاک حضرت اقدس)

برلن میں مسجد احمدیہ کی بنیاد رکھنے پر بجائے اس کے غیر احمدی خوش ہوتے۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے کہ جس کام کی توفیق آج تک مسلمان بادشاہوں تک کو بھی نصیب نہ ہوئی۔ وہ چھوٹی سی غریب جماعت احمدیہ کی عورتوں نے کر کے دکھا دی۔ مگر افسوس کہ اس کی بجائے لوگوں نے جو جرمنی میں رہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس ملک کے لوگوں میں بدنام کرنے کے لئے ایک اعلان کیا۔ جس میں احمدیوں کو گورنمنٹ برطانیہ کا ایجنٹ قرار دیا۔ اس کی اطلاع ہندوستان کے اخبارات کو بھی پہنچی۔ اور ان میں بھی شایع ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ اسی الزام کو جرمن اخبارات میں بھی شائع کرایا گیا۔ اس امر کے متعلق جناب مولوی مبارک علی صاحب بی اے بی۔ ٹی مبلغ احمدیت مقیم برلن نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں لکھا۔ اس پر حضور نے حسبِ ذیل مضمون لکھوا کر بھیجا:۔

حزب الوطنی مصری نے جو اعلان شایع کیا ہے اس کے جواب میں اس مضمون کی ایک چٹھی چھپوا دیں کہ مجھے مرکز سلسلہ سے ہدایت ہوئی ہے کہ ان مضامین کے جواب میں جو بعض جرمن اخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ اور جن میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ گویا مسجد برلن بعض انگریزوں کی مدد سے تیار ہوئی ہے۔ اور یہ کہ سلسلہ احمدیہ انگریزی حکومت کی کالونیزیشن کے سلسلہ کو وسیع کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے اور ایک خفیہ ہتھیار حکومت کا ہے۔ مندرجہ ذیل واقعات کو جرمن پبلک کے سامنے لاؤں۔ سلسلہ احمدیہ کی بنیاد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے 1890ء میں رکھی ہے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی ہیں۔ چونکہ مہدی کی آمد کے ساتھ مسلمان پبلک نے ایک خونی جنگ کے خیالات کو وابستہ کیا ہوا تھا۔ جو آ کر تمام نصاریٰ اور یہودیوں کو قتل کرے گا۔ اور اسلام کو شمشیر کے زور سے پھیلائے گا۔ اور دنیا پر کسی شخص کو نہیں چھوڑے گا۔ جو مسلمان نہ ہو۔ اور چونکہ یورپین طاقتوں نے جن کو بعض اسلامی بلاد پر حکومت کرنے کا موقع ملا تھا۔ اس امر کا تلخ تجربہ حاصل کیا تھا کہ مہدی کا دعویٰ کرنے والے ہمیشہ کشت و خون اور بغاوت کی طرف متوجہ ہو جایا کرتے ہیں۔ اس لئے طبعاً انگریزی حکومت کو ان سے بدظنی ہوئی۔ اور ان کے دعویٰ کے ساتھ ہی گورنمنٹ کی طرف سے ان پر نگرانی شروع ہو گئی۔ خفیہ پولیس کے ایک سے زیادہ کارکن قادیان میں جو آپ کا مرکز تھا۔ رکھے جاتے۔ اور آپ کی ہر ایک حرکت کی رپورٹ گورنمنٹ میں کی جاتی۔ ہر ایک مہمان جو آپ کو ملنے کے لئے آتا اس کا نام اور پتہ پولیس لکھتی۔ اور اس سے اس کے آنے کی غرض دریافت کرتی۔ اور پوری طرح اس امر کا خیال رکھتی کہ

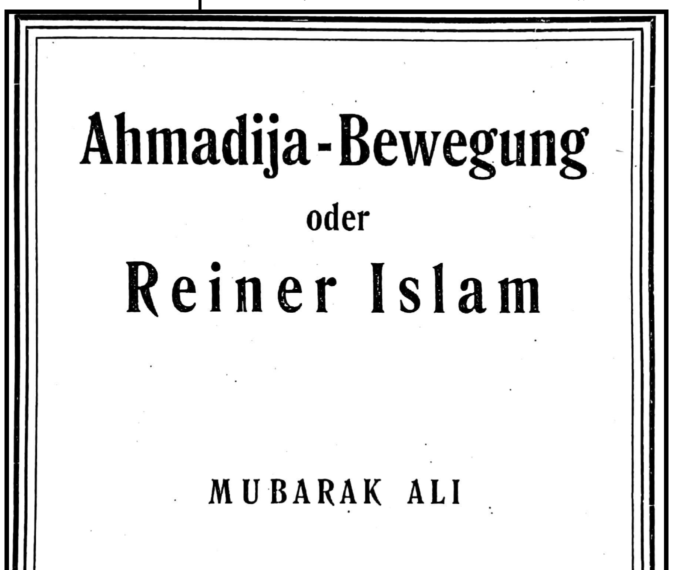
Ahmadija-Bewegung
oder
Reiner Islam

MUBARAK ALI

1924
Berlin W 62, Kleiststraße 29

کسی منصوبہ کا پتہ لگتے ہی فوراً ان کو گرفتار کیا جائے۔ انگریزی حکام رؤساء کو جن کی نسبت ان کو معلوم ہوتا کہ احمدیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ ملاقات کے وقت اشارتاً کہہ دیتے کہ گورنمنٹ اس سلسلہ کو شبہ کی نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ آپ ان سے کیوں تعلق رکھتے ہیں۔ اسی شبہ اور کارروائی کی وجہ سے گورنمنٹ حکام نے خلاف پہلے دستور کے قادیان کا دورہ ملتوی کر دیا۔ احمدی ملازمین گورنمنٹ کو ان کے بالا افسر خواہ ہندو خواہ مسلمان سخت دق کرتے تھے۔ اور انگریزی حکام ان لوگوں کی شکایتوں پر ان کے حقوق نظر انداز کر دیتے تھے۔ غرض ابتداء دعویٰ سے احمدیوں کو سخت تکالیف کا سامنا رہا۔ اور حکومت نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے کام کو نقصان پُہنچانے کی پوری کوشش کی۔ چنانچہ جو تحفہ ایک کتاب کی صورت میں شہزادہ ویلز کو جماعت احمدیہ کی طرف سے ان کے پچھلے سفر ہند کے موقع پر دیا گیا تھا۔ اس میں اس بات کا ذکر کیا گیا۔ چنانچہ اس میں ایک فقرہ یہ ہے۔

" Christians and Muslims alike took up the cry and Government too began to look upon him with suspicion. He claimed also to be the Mahdi, and this name was so intimately connected with bloodshed, that Government was bound to be alarmed at the mention of the name and to look with suspicion upon the bearer of this name and his followers."

1898ء میں آپ پر ایک مقدمہ ایک پادری نے کر دیا کہ مجھے بانی سلسلہ احمدیہ نے قتل کروانا چاہا تھا۔ اس مقدمہ کے وقت بعض اعلیٰ حکام انگریزی نے اس وقت کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پر زور دیا۔ کہ وہ ضرور آپ کو سزا دے۔ گو مجسٹریٹ نے ذاتی شرافت کی وجہ سے مقدمہ کو جھوٹا پا کر آپ کو عزت سے بری کر دیا۔ اور اعلیٰ حکام کی پروانہ کی۔ ایک سابق لفٹنٹ گورنر ہمیشہ حسرت کیا کرتا تھا کہ اس شخص کو اب تک کیوں سزا نہیں دی گئی۔ 1902ء میں آپ پر ایک شخص نے مقدمہ کیا کہ مجھے انہوں نے جھوٹا لکھا ہے اور میری ہتک عزت کی ہے۔ یہ ایک معمولی بات تھی اور مقدمہ ایسا واضح تھا کہ اپیلنگ جج نے حیرت ظاہر کی کہ ایک دن میں کیوں مقدمہ خارج نہیں

Vol. 23 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 02

Ahmadiyya Muslim Jamaat,National Shoba Tasneef, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M,
Tel:069-50688652,Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

کیا گیا۔ جس شخص کی نسبت یہ الفاظ لکھے گئے ہیں۔ اس کی نسبت اس سے بڑھ کر الفاظ بھی استعمال کئے جاتے تو درست تھا۔ وہ شخص خود بھی اپنا جھوٹ تسلیم کرتا تھا۔ مگر کہتا تھا کہ جو لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے معنے بڑے جھوٹے کے ہیں۔ لیکن میرے جو جھوٹ ثابت ہوتے ہیں۔ میں ان کی رو سے بڑا جھوٹا نہیں کہلا سکتا۔ مگر ایسے بے وقوفانہ مقدمہ میں مجسٹریٹ نے آپ کو ایک سال تک تکلیف دی۔ اور بلاضرورت مقدمہ کو لمبا کیا۔ باوجود بڑھاپے اور بیماری کے کئی کئی گھنٹے عدالت میں کھڑا رکھنا اور بعض دفعہ پانی تک پینے کی اجازت نہ دینا، حکام بالا کو توجہ دلائی گئی۔ مگر کسی نے شنوائی نہ کی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس طریق عمل پر خوش تھے۔

رولٹ ایکٹ کے پاس ہونے پر مسٹر گاندھی کا داخلہ پنجاب میں بند کئے جانے پر جو فسادات ہوئے اُس وقت ایک طرف تو فسادی لوگوں سے جماعت کو تکلیف ہوئی۔ دوسری طرف باوجود ایک اعلان شائع کرنے کے کہ احمدیہ جماعت فساد سے الگ رہی۔ اور اس نے فساد سے دوسروں کو بھی روکا۔ جرمانہ میں ہماری جماعت کو بھی شامل کیا گیا۔ لیکن عیسائیوں کو شامل نہ کیا گیا۔ بار بار اپیل کرنے پر بھی گورنمنٹ نے کچھ توجہ نہ کی۔ گورنمنٹ پنجاب نے کہہ دیا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کہو۔ اور اس نے کہا کہ پنجاب گورنمنٹ سے کہو۔ اور اس طرح ٹالتے ہی رہے۔

کٹک صوبہ بہار میں ایک جگہ پانچ احمدیہ مسجدیں تھیں۔ دوسرے لوگوں نے احمدیوں کے خلاف شور کیا۔ باوجود اس کے کہ وہ مسجدیں احمدیوں کے محلہ میں ہی تھیں۔ اور احمدیوں کے سوا ان کے اردگرد کوئی نہیں رہتا تھا اور احمدی ہی ان میں عبادت کرتے تھے۔ احمدیوں کو ان مساجد سے اس وجہ سے جُدا کر دیا کہ یہ مسجدیں پُرانی ہیں۔ اور اس لئے احمدیوں کو جو ایک نیا فرقہ ہے، نہیں مل سکتیں۔

جنگ کے موقعہ پر باوجود ایک لمبے عرصہ کی خدمات کے مرکز سلسلہ میں خاص آدمی ہماری جماعت کی نگرانی کے لئے بھیجے جاتے رہے ہیں۔

عراق میں مسیحیوں کو اجازت ہے کہ تبلیغ کریں۔ لیکن احمدیوں کو اپنی انجمن بنانے کی بھی اجازت نہیں۔ ان کے خلاف لٹریچر تقسیم ہوتا ہے۔ اور ان کو جواب دینے سے روکا جاتا ہے۔ انگریزی ہائی کمشنر کو باوجود توجہ دلانے کے گورنمنٹ عراق کا یہ حال ہے۔

سیلون جو خالص انگریزی علاقہ ہے۔ اس میں احمدی مبلغوں کو جانے کی اجازت نہیں۔ پانچ سال کی متواتر کوشش کے بعد اب ان شرائط پر اجازت ہوئی ہے۔ کہ احمدی مبلغ صرف مرکزی مکان پر ہی لیکچر دے۔ دوسری کسی پبلک یا پرائیوٹ جگہ پر لیکچر نہ دے۔ اور آتے ہی پہلے گورنر کے سکرٹری کو ملے۔ تا وہ اس سے معاہدہ لے لے۔ اور جب اسے حکم دیا جائے۔ فوراً سیلون سے نکل جائے۔

کیا ان تمام واقعات کی موجودگی میں حزب الوطنی کا یہ بیان دُرست ہوسکتا ہے۔ کہ یہ سلسلہ گورنمنٹ کا قائم کیا ہوا ہے۔ اور انگریزی گورنمنٹ اس کی پُشت پر ہے اور اس کی غرض انگریزی کالونیز کو بڑھانا ہے۔

وزیر ہند کی آمد پر سب سے پہلے جو ایڈریس اس مضمون کا دیا گیا تھا کہ انگریزی کالونیز میں ہندوستانیوں سے جو ناروا سلوک ہوتا ہے۔ اس کا علاج کیا جائے ورنہ ہندوستانی عزت کے تحفظ کے لئے جوابی تدابیر اختیار کی جائیں گی۔ وہ احمدیہ جماعت ہی کا ایڈریس تھا۔ دوسروں نے بعد میں اس کی نقل کی۔ اور یہ احمدیہ ایڈریس ہی تھا۔ جس میں اس امر پر زور دیا گیا تھا کہ ہندوستان کے سرکاری کاموں پر انگریزی سرمایہ نہ لگایا جائے۔ بلکہ ہندوستانی سرمایہ لگایا جائے۔ کیا یہ تدبیر انگریزی کالونیز کو مدد دینے والی ہے۔

غرض ہم ہرگز اس امر کے حامی نہیں کہ تمام دنیا پر انگریز ہی حاکم ہو جائیں۔ اور نہ انگریزوں سے ہمیں کوئی خاص مدد ملتی ہے۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ ہر ملک کی رعایا کو حکومت کے ساتھ مل کر کام کرنا چاہیے۔ اور اپنے اختلافات کو محبت سے طے کرنا چاہیے۔ ورنہ امن برباد ہوگا۔ اور امن کے برباد ہونے سے نہایت خطرناک نتائج نکلتے ہیں۔ ہمارا یہ اصل ہے کہ جب کسی جگہ پر کسی قوم کی حکومت قائم ہو جائے۔ تو دوسرا فریق اُسے ایک وقت کے لئے تسلیم کرلے۔ تو اس کے بعد اس میں تغیر باہمی سمجھوتہ سے ہی ہوسکتا ہے۔ ورنہ ملکیت اور حقوق کا سوال بالکل بے معنی ہو جاتا ہے۔ اور دنیا میں امن کی صورت قائم نہیں رہ سکتی۔ انگریزوں ہی کی حکومت غیر علاقوں میں نہیں ہے۔ جرمن کی حکومت بھی غیر علاقوں میں تھی۔ کیا جرمن لوگ اس امر کو پسند کر سکتے تھے کہ کوئی شخص ان کی حکومت کے خلاف ان علاقوں میں جوش پھیلائے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک بات جو جنگ سے ہوسکتی ہے۔ حکام اور رعایا کے درمیان امن سے بھی طے پاسکتی ہے۔

حزب الوطنی نے ہندوستان کے حالات معلوم کئے بغیر اعلان کر دیا ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ ہندوستان میں مُسلمانوں کی حالت کیسی کمزور ہے۔ اسی (80) فیصدی مسلمانوں کی زمینیں سُود خور بنیوں کے پاس رہن ہیں۔ اور عام طور پر مسلمان ان کے دستِ نگر ہیں۔ ہر ایک ترقی کے میدان سے ہندوؤں نے مُسلمانوں کو نکال دیا۔

ہندوستان کی حالت مصر کی طرح نہیں ہے۔ جہاں صرف مسلمان بستے ہیں۔ انگریزی حکومت کے اثر سے ہی مسلمانوں کے حقوق ایک حد تک محفوظ ہیں۔ پنجاب میں چند میونسپلٹیوں میں وزیر تعلیم نے جو ایک منتخب شدہ ممبر کونسل ہیں اور پراونشل کانگریس کے سابق پریزیڈنٹ ہیں۔ مسلمانوں کو ان کی مردم شماری کے مطابق ممبریاں دے دی ہیں۔ تو اس پر ہندو ممبروں نے اِستعفیٰ دے دئے ہیں۔ کہ ہم اس صورت میں ممبر نہیں رہ سکتے۔

ہندو لوگوں نے لاکھوں روپیہ جمع کر کے جن مُسلمانوں کی جائدادیں پہلے سودی قرضہ پر قرق کرائی تھیں۔ ان کو ہندو بنانا شروع کر دیا ہے۔ چھ مہینہ کے اندر بیس (20) ہزار مسلمان ہندو بنایا جاچکا ہے۔ اور ہر جگہ غریب مسلمانوں کو لالچ دلا کر اور قرض کی وصولی کی دھمکیاں دے کر ہندو بنایا جارہا ہے۔ کئی ریاستیں اس امر میں ان کے ساتھ شامل ہیں۔ بھرتپور کی ریاست کے افسر خود اس تبدیلی مذہب میں حصہ لیتے ہیں۔ جب وہاں گاؤں کے گاؤں ہندو ہو گئے ہیں۔ ہماری جماعت نے ان لوگوں کو بچانے کے لئے اپنے مبلغ بھیجے۔ اور ان کے ذریعے ایک گاؤں واپس آیا۔ تو پولیس نے اس گاؤں کے لوگوں کو اس قدر دھمکایا کہ وہ غریب اور مسکین اپنا مذہب چھپانے پر مجبور ہو گئے۔ جب ریاست نے دیکھا کہ اس قدر حصہ جسے اس وقت ملایا جا سکتا تھا۔ ہندو ہو چکا ہے تو ایک حکم دے دیا۔ کہ کوئی بیرونی مبلغ ریاست میں نہ رہے۔ گو حکم عام تھا۔ لیکن غرض ظاہر تھی۔ کہ ہندو تو یہ لوگ ہو چکے ہیں۔ اب تو نقصان مسلمانوں کو ہے۔ مگر باوجود اس کے ہندو مبلغ اب بھی اس علاقہ میں کام کر رہے ہیں۔ بنارس میں آل انڈیا ہندو کانفرنس کے موقع پر جو اگست میں ہوئی ہے مہاراجہ صاحب کے اس کام کو اس قدر پسند کیا گیا ہے کہ ان کے نام پر چیرز دی گئیں۔ اور کہا گیا کہ ان کا نام ہندو تاریخ میں قیامت تک رکھنا چاہیے۔

ان حالات میں ہم پوچھتے ہیں کہ اے حریت پسند قوم کے لوگو! اور اے حزب الوطنی کے ممبرو! تم کیا چاہتے ہو کہ ہم ہندوؤں کو مسلمانوں کے پیس دینے کے لئے سوراج لے کر دیں یا پہلے اپنی قوم کو تیار کریں کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو۔ اور انگریزوں سے یہ کہیں کہ انصاف اور عدل سے اس وقت تک وزن کو برابر رہنے دو۔ جب تک ہندوستان کے لوگ اس تعصب کو چھوڑ کر جو مذہب کے نام سے کیا جاتا ہے لیکن کوئی سچا مذہب کبھی اجازت نہیں دے سکتا۔ اس بین الاقوامی مواسات کو اختیار کرلیں۔ جس کے بغیر سلف گورمنٹ ایک لعنت ہوجاتی ہے۔

اگر ہمارا انگریزی رعایا کو یہ کہنا کہ وہ اپنی حکومت سے ملکر کام کریں۔ یہ انگریزی حکومت کی نیابت ہے اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم انگریزوں کے ایجنٹ ہیں تو جب ہم جرمنی کے لوگوں کو یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے ملک میں امن اور محبت کے ساتھ رہو۔ اور گورنمنٹ سے ملکر کام کرو تو کیا اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہم جرمن گورنمنٹ کے ایجنٹ ہیں۔ حق یہ ہے کہ ہم سب کے ایجنٹ ہیں۔ اور کسی کے بھی ایجنٹ نہیں ہیں۔ ہمارا کام دنیا میں امن کا قیام ہے۔ اور امن انہیں اُصول کے ماتحت ہوسکتا ہے۔ جن کو ہم پیش کرتے ہیں۔

ہم آخر میں پھر وہی مصری وفد الوطنی سے شکوہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اس نے چند خودغرض لوگوں کی باتوں کو سن کر وہ رویہ اختیار کیا ہے۔ جو درست نہیں۔ ہماری جماعت ہمیشہ سے مصری آزادی کی حامی رہی ہے۔ اور مصریوں کی پُرامن کوششوں سے ہمدردی ظاہر کرتی رہی ہے۔ کیوں کہ اس کے نزدیک انگریزوں کا مصر پر قبضہ مشروط تھا۔ اور وہ شرائط اب اس قبضہ کو لمبا کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہیں۔ مگر باوجود اس ہمدردی کے ان ہمارے بھائیوں نے محض سُنی سنائی باتوں پر ہم سے مخالفت کی ہے۔ اسی طرح ہمیں ترکوں سے بھی شکوہ ہے کہ ہم نے ان کے لئے بار بار گورنمنٹ کو توجہ دلائی۔ اور ان کی تائید میں ہمیشہ آواز اُٹھاتے رہے۔ لیکن انہوں نے بھی اس کام میں جو اسلام کی خاطر تھا۔ ہم سے ہمدردی نہیں کی۔ شاید ان کو معلوم نہیں کہ لاسین کا معاہدہ بالکل ان شرائط کے مطابق طے پایا ہے۔ جو امام جماعت احمدیہ نے انگریزی گورنمنٹ کے سامنے پیش کی تھیں۔ اور عدل اور انصاف کے ساتھ معاہدہ انہی شرائط پر ہوسکتا ہے۔ ان سے کم پر نہیں!۔

الفضل قادیان دارالامان مؤرخہ 21 ستمبر 1923ء